

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قادیانیوں کی دلیلیں

(مولانا محمد عبداللہ)

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قادیانیوں کی دلیلیں اور اس سلسلہ میں قادیانی فریب کی پردہ داری

یہ دنیا دار العجائب ہے اس میں ایسے عجائبات ظاہر ہوتے رہتے ہیں کہ ظہور سے قبل ان کے ظہور کی خبر کو ہر شخص جھٹلائے گا۔ اس قسم کے عجائبات کی فہرست بڑی طویل ہے ان ہی میں سے ایک عجوبہ 'مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت ہے اور پھر اس دعویٰ پر جو دلیلیں خود مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں اور امتیوں نے پیش کی ہیں وہ خود عجیب تر ہیں۔ سیدھی بات تو یہ تھی کہ جب ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ہر شخص فوراً اس کو یہ کہہ کر جھٹلا دیتا کہ ختم نبوت کے بعد نبوت کا ہر مدعی جھوٹا ہے لیکن وہاں تو ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ ہی کو غلط رکھنے والے موجود ہو گئے اور آیت شریفہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا ترجمہ اور اردو مطلب اپنی طرف سے تجویز کر ڈالا۔ مرزا قادیانی کے ہونے والے امتیوں سے دس برس پہلے اگر ختم نبوت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ختم نبوت کے بارے میں وہی کہتے جو ہمیشہ سے پوری امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کہتی چلی آئی ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے لوگ اس کی امت میں شامل ہوتے چلے گئے جو ہوش و حواس والے اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھنے والے ہیں اور جو بیدار مغزی کے ساتھ اپنی سروس اور بزنس چلاتے ہیں ان لوگوں کو محض الحواس اور مجنون بھی کہیں تو کس طرح کہیں جبکہ دیگر سب کام ہوش و سمجھ کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ معمولی گھر کا کام کاج کرنے کے لئے نوکر بھی سوچ سمجھ کر اور اس کی صلاحیت اور استعداد دیکھ کر رکھتے ہیں مگر اپنا پیغمبر بغیر ہوش و گوش کے ایک ایسے شخص کو کیسے مان لیا جو کافر و نمناک کا خوشامدی تھا اور فخر کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبعین کو بازاری گالیاں دیتا تھا اور جس کی ہر پیش گوئی خداوند کریم نے جھوٹی کر دکھائی۔

مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرنے کو اپنا ایک بہت ضروری مشغلہ بنا لیا ہے۔ اور اس وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کا بانی خود مرزا

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بیشک قرآن شریف کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اس کی دلیل ملاحظہ کیجئے۔

آنحضرت ﷺ سے پہلے یہود و نصاریٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح سولی پر چڑھائے گئے اور قتل کئے گئے۔ لیکن یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا قائل نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی موت مر گئے۔ اس لئے کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنی نبوت کے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ اور ان کے عقیدہ کے مطابق جو جھوٹا ہوتا ہے وہ یا تو سولی پر چڑھ جاتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے اور جو سچا نبی ہوتا ہے وہ اپنی طبعی موت مرتا ہے اور عیسائیوں کو اپنے مسئلہ کفارہ کو ثابت کرنا تھا۔ اس لئے کہ اگر حضرت مسیح اپنی طبعی موت مرے ہوتے تو کفارہ کا مسئلہ نہیں ثابت ہو سکتا تھا۔ اس لئے دونوں یہود و نصاریٰ اسی کے قائل تھے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب ہوئے اور قتل کئے گئے۔ طبعی موت کا ثبوت ان دونوں میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ قرآن شریف نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے۔

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه
مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله
عزيزا حكيما۔

ترجمہ: ”حالانکہ نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی دی، لیکن وہ ان کے سامنے مشتبہ کیا گیا۔ جو لوگ اس امر میں کہ مسیح کو قتل و سولی نہیں ہوئی قرآن کے بیان سے مخالف ہیں وہ اس واقعہ سے بے خبری میں ہیں۔ اس دعویٰ کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ہاں انکلوں اور خیالوں کے تابع ہیں۔ انہوں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس اٹھالیا اور خدا غالب ہے اور حکمت والا ہے۔“

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيمة يكون عليهم
شہیداً۔

اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی سے اور دن قیامت کا ہوگا۔ اوپر ان کے گواہ۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب دنیا میں پھر نزول فرمائیں گے۔ جس کی تفصیل یہ ہے یہودیوں اور عیسائیوں میں جو یہ خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام سولی دیئے گئے اور قتل کئے گئے تو ظاہر ہے کہ یہ سولی اور قتل مادی جسم کے ساتھ تھا اور اسے دنیا جانتی ہے کہ قتل اور پھانسی مادی جسم کے ساتھ ہوا کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

اس کی تردید فرمائی کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ اس آیت میں بنی قابل غور ہے۔ اگر مادی جسم کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ مانا جائے تو آیت کے لفظوں کی ترتیب غلط ہوتی ہے اور سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی نہ قتل کیا گیا۔ تو وہ مادی جسم کا ہوا کیا اس لئے کہ طبعی موت کا کوئی ثبوت نہ یہودیوں میں ہے نہ عیسائیوں میں اور نہ قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ سے ہے اور پھر ”وكان الله عزيزا حكيما“ کا یہاں کیا جوڑ؟ خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ کا جملہ صاف بتلا رہا ہے کہ جس کام کو دنیا ان ہونی اور خلاف فطرت سمجھتی ہے اور حیرت و تعجب کرتی ہے اس پر بھی خدا غالب ہے اور اپنے غلبہ و حکمت سے وہ کام کرتا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔

ہمارے دعویٰ کا دوسرا جزو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اس کے بعد ان کی طبعی موت ہوگی اس کے ثبوت میں مندرجہ بالا آیت کے دوسرے حصہ پر غور کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طبعی موت سے قبل تمام یہود و نصاریٰ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے بلکہ اسی طرح ان کے دشمن ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں۔ جس طرح کے بقول یہودیوں کے سولی کے وقت کہتے تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہودی ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں رکھتے۔

پہلی دلیل:

قادیانی اس سلسلہ میں آیت پیش کرتے ہیں یعنی

انى متوفيك ورافعك الى

اور کہتے ہیں کہ یہ آیت بتلاتی ہے کہ حضرت مسیح مر گئے اور ان کا درجہ بلند کیا گیا مرزائی اس میں بھی عوام کو دھوکا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں واؤ ترتیب کا ہے جس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ پہلے وہ مر گئے اس کے بعد ان کا درجہ بلند کیا گیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ واؤ ترتیب کا ہوتا ہی نہیں ورنہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ خدا کے اس ارشاد اقيموا الصلوة واتوا الزكوة کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے نماز پڑھو اس کے بعد زکوٰۃ دو۔ اگر نماز سے پہلے زکوٰۃ دی تو وہ ناجائز یا اقيموا الصلوة ولا تكونوا من المشركين۔ یعنی پہلے نماز پڑھو اس کے بعد شرک چھوڑ دو حالانکہ یہ دونوں معنی غلط ہیں۔ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ واؤ ترتیب کا نہیں ہوتا۔ اگر ترتیب کا واؤ مان لیا جائے تو قادیانی یہاں کیا جواب دیں گے۔ ایک جگہ

خدا فرماتا ہے۔ ہر ب موسیٰ و ہرون دوسری جگہ فرماتا ہے ہر ب ہرون و موسیٰ اگر وہ ترتیب کا مانا جائے تو ان دونوں آیتوں میں ایک سچی ہوگی اور ایک جھوٹی، حالانکہ دونوں آیتیں سچی ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ ترتیب کا ہوتا ہی نہیں۔ اب ”انی متوفیک“ کا اصل مطلب سنئے۔

جب حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام اپنے دین کی تبلیغ فرما رہے تھے۔ تو یہودیوں کی طرف سے اس کی سخت مخالفت تھی اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو اپنی جان کا سخت خطرہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تسلی کے لئے فرمایا کہ انی متوفیک ورافعک الیٰ یعنی اے عیسیٰ! تو دشمنوں سے خوف نہ کر کہ یہ تجھے نہ سولی پر چڑھا سکتے ہیں اور نہ قتل کر سکتے ہیں بلکہ میں تجھ کو طبعی موت دوں گا اور جب تو دشمنوں کے زرعے میں پھنسے گا۔ تو میں تجھ کو اپنے پاس اٹھا لوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دشمنوں کے زرعے میں پھنسے تو اللہ نے ان کو بچایا اور مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب سراج منیر ص 30 پر یہ مانا ہے کہ انی متوفیک ورافعک الیٰ تسلی کے لئے حضرت عیسیٰ کو الہام کیا گیا تھا۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے لئے خدا نے پہلے یہ فرمایا عفا اللہ عنک اس کے بعد یہ فرمایا الہم اذن لہم پس دونوں جگہ رفع سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

دوسری دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے ثبوت نہیں لائے ہیں۔ اور عیسائی جیسا مانتے ہیں وہ ظاہر ہے پس اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انتقال (طبعی موت) نہیں فرمایا ہے۔ بلکہ ابھی تک زندہ آسمان پر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ملک عرب (دمشق) میں آسمان سے اپنے مادی جسم کے ساتھ اتریں گے۔ قتل و جال فرمائیں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی۔ پھر مدینہ منورہ میں اپنی طبعی موت سے انتقال فرمائیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں جو ایک جگہ خالی ہے وہاں پر دفن کئے جائیں گے۔ بحمد اللہ دونوں باتوں کا ثبوت قرآن شریف سے ہو گیا۔

قادیانی اس موقع پر یہ کہتے ہیں کہ رفع اللہ سے مراد رفع درجات ہے نہ کہ رفع جسم مادی یہ ان کا ایک قسم کا دھوکہ ہے۔ اس لئے کہ اگر رفع سے مراد رفع درجات لیا جائے تو اس سے واما قتلوه واما صلبوه کی تردید ہوتی ہے۔ یعنی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو سولی دی گئی اور قتل کیا گیا تا کہ رفع درجات ہو حالانکہ خدا سولی و قتل کی نفی کرتا ہے۔ یہ امر قابل سوال ہے کہ جب رفع درجات مراد ہے تو نفی قتل و صلب کے بعد ”بل“ کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت اور لیس علی مینا علیہ السلام کے متعلق ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ورفعناه مکانا علیا۔ اس آیت میں بل نہیں ہے اور نہ الیہ ہے پس اس آیت سے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ان کے مادی جسم کا ذکر ہے کہ ان کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔ پس رفع درجات کی تاویل محض دھوکا ہے۔ رفع درجات کے لئے وکان اللہ عزیزاً حکیمًا۔ کا کیا تعلق اور اس کی ضرورت کیا۔ اس لئے کہ شہدا کے رفع درجات تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ تو عام بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے غلبہ و حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ تو یہ اسی لئے کہ عام لوگوں کے نزدیک مادی جسم کا آسمان پر جانا اور وہاں پر اتنے دنوں تک قیام اور پھر دنیا میں نزول ایک تعجب کی اور انہونی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر اللہ اس پر غالب ہے۔ وہ اپنے غلبہ سے مادی جسم کو آسمان پر لے گیا اور اپنی حکمت سے اب تک رکھے ہوئے ہے اور وقت مقررہ پر دنیا میں پھر نزول کرائے گا۔ آیت زیر بحث ہے ہم نے حضرت مسیح کا رفع الی السماء اور نزول ثابت کیا ہے اب ہم قادیانیوں کی دلیلیں بیان کر کے شافی جواب تحریر کرتے ہیں۔

ایک آیت اور پیش کرتے ہیں فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم یعنی اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اس کا جواب یہ ہے کہ گفتگو حضرت مسیح علیہ السلام کی اور خدا کی قیامت کے دن کی ہے اور بیشک قیامت سے قبل حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہوں گے ہم مسلمان اس کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ دمشق نامی شہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ باب لد پر دجال کو قتل فرمائیں گے۔ شریعت محمدیہ کی تبلیغ فرمائیں گے۔ مدینہ منورہ تشریف لائیں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی اس کے بعد حسب وعدہ خداوندی (انی متوفیک) آپ طبعی موت سے مریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں دفن کئے جائیں گے۔ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ و عمر فاروقؓ کے درمیان اس مزار مقدس سے انھیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے محض یہ سوال کرے گا کہ کیا تثلیث (خدا کے ماننے) کی تعلیم آپ نے (اے عیسیٰ) دنیا میں دی تھی؟ حضرت مسیح اس کا یہ جواب دیں گے کہ اے خدا تو شرک سے پاک ہے جو بات مجھے لائق نہیں وہ میں کیوں کہتا۔ اصل سوال کا جواب ختم ہو گیا۔ مگر چونکہ حضرت مسیح کو اپنی بیزاری کے ساتھ ان کی سفارش بھی کرنی تھی۔ اس لئے استحقاق شفاعت کو برقرار رکھنے کے لئے یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں تھا۔ میں ان کا نگہبان تھا اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا۔ تو تو ہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ جیسے وہ ہیں تو جانتا ہے۔ اس سے آگے ان کی ضمنی سفارش بھی کی ہے کہ اگر تو ان کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں۔ کوئی تجھے روک نہیں سکتا اگر تو ان کو بخشے تو تو بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ پس اس آیت سے بھی یہ نتیجہ نکالنا کہ مسیح علیہ السلام اس وقت مردہ اور فوت شدہ

ہیں، کسی طرح ٹھیک نہیں۔

تیسری دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ

کانا کلان الطعام

یعنی حضرت مسیح اور ان کی ماں علیہم السلام کھانا کھاتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اب مر گئے اس لئے کھانا نہیں کھاتے۔ یہ قادیانیوں کا خیال ہی خیال ہے۔ اس لئے اول تو کانا کے لفظ سے زمانہ حال کی نفی نہیں ہوتی۔ دوسرے کھانا نہ کھانے سے زندگی محال نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصال صوم یعنی ایسے روزوں سے منع فرمایا ہے کہ جن میں رات میں بھی کچھ نہ کھایا جائے بلکہ پے در پے بے آب و نان گزارا ہو اس پر صحابہؓ نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کیوں وصال کیا کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا۔ انی ابیت بطعمی ربی ویسقینی۔ یعنی میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھانا کھلاتا ہے۔ پانی پلاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی خدا کے پاس ہیں وہ انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے اور اصحاب کہف قرآن شریف کے فرمان کے بموجب غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے۔ جس طرح خدا نے اپنے پاس زندہ رکھا اور زندہ رکھے گا۔ اور اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے پس یہ ثبوت بھی مرزائیوں کا محض دھوکا اور فریب ہے۔

چوتھی دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

اور اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے قبل جتنے نبی تھے وہ سب فوت ہو گئے۔ خلت کا ترجمہ جو مرزا اور مرزائی فوت ہو جانے اور مرجانے کا کرتے ہیں وہ بالکل غلط ہے خلت کا معنی مرنے کے نہیں آتے بلکہ گزرنے خالی ہونے وغیرہ کے ہیں۔ جیسے خدا نے فرمایا: واذا خلو الی شیاطینہم قد خلت من قبلکم سنن فی الایام الخالیہ۔ ان آیتوں میں کہیں موت کے معنی نہیں۔ پس آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ تجھ سے پہلے کل نبی اپنے اپنے وقت میں کام کر کے چلے گئے یعنی ان کے فرائض نبوت ختم ہو گئے۔ اس آیت کو بھی حضرت مسیح کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔

پانچویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

وما جعلنا البشر من قبلك الخلد

یعنی کوئی بشر ہمیشہ زندہ نہیں رہا۔ یہ آیت بھی وفات مسیح ثابت نہیں کرتی۔ اس لئے کہ ہم کب مانتے ہیں کہ حضرت مسیح ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے، ہم تو یہ مانتے ہیں کہ قیامت سے قبل حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں نزول فرما کر اپنی طبعی موت مرے گے۔

چھٹی دلیل:

قادیانی بسلسلہ وفات مسیح علیہ السلام یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

واوصانی بالصلوة والزكوة مادمت حيا۔

مرزا نے اس آیت کو پیش کر کے محض زکوٰۃ پر ہی زور دیا ہے کہ آسمان پر زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہوں گے اور کیا دیتے ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ وہ مر گئے۔ یہ بھی ایک قسم کا دھوکا ہی ہے۔ انسان کب اور کہاں مکلف بالشرع ہوتا ہے۔ اس دنیا میں یا اس دنیا کے علاوہ اور بھی کہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں زندہ ہی تھے کیا وہ جنت میں بھی کسی قسم کی عبادت کرتے تھے؟ اگر کرتے تھے تو ثبوت پیش کرو۔ اگر نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر رہ کر کیسے مکلف ہوئے؟ نیز زکوٰۃ تو وہ دیتا ہے جو مال والا ہو۔ یہ ثابت کیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب مال ہیں۔

ساتویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح نے فرمایا:

والسلام يوم ولدت ويوم اموت ويوم ابعث حيا

مرزا کہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنی پیدائش اور وفات اور دوبارہ بعثت کا ذکر کیا۔ مگر آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے وہ مر گئے۔ کیا اچھا ثبوت ہے۔ عدم ذکر سے عدم ثبوت لازم نہیں آتا۔ دوسرے ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح کو اپنے آسمان پر اٹھائے جانے کا اس وقت علم ہی نہ ہو۔ تو کیسے اس کا ذکر کرتے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔

آٹھویں دلیل:

قادیانی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

اوترقى في السماء قل سبحان ربى هل كنت الا بشرا رسولا۔

مرزا اس آیت پر یہ کہتا ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی آپ ﷺ آسمان پر چڑھ جائیں۔ جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر چڑھ جائے۔ پس مسیح بحمد غصری

آسمان پر نہیں گئے بلکہ بعد موت گئے ہیں۔
مرزا نے اس کے ترجمہ میں بہتان سے کام لیا ہے۔ عادت اللہ کس لفظ کا ترجمہ ہے یہ بالکل تحریف ہے آیت کا مطلب بالکل صاف ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا تھا کہ جب تک تم آسمان پر نہیں چڑھو گے ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ جواب ملا کہ خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ ایسے کاموں سے عاجز نہیں وہ تو عاجزی سے پاک ہے ہاں میرا کام نہیں کہ میں خود بخود چڑھ جاؤں۔ میں تو صرف اس کا رسول ہوں جو مجھے ارشاد ہوگا۔ تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں بتلائیے یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر جائے۔ مرزا نے سبحان ربی کے معنی تو خوب تراش لئے کہ ایسے خلاف عادت کام کرنے سے میرا خدا پاک ہے۔ مگر ہل کنت الا بشر ارسولا کو کیا کریں گے جو عہد عبودیت کا مظہر ہے جس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سوال کا مخاطب نہیں ہو سکتا اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

نویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں
وَمِنْكُمْ مَنْ يَتُوفَىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يَرُدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا
اس آیت کو پیش کر کے یہ کہا گیا کہ آدمی اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر مر جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح بھی اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر مر گئے۔

مرزا کا یہ خیال ہی خیال ہے اور اس زمانہ کے لوگوں کے عمر طبعی کا خیال کر کے مرزا نے اٹکل سے یہ بات کہی ہے حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ شروع زمانہ سے لوگوں کی عمر طبعی کتنی ہوتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھئے کہ ساڑھے نو سو برس تک تو محض تبلیغ فرمائی، نہیں معلوم کہ ان کی عمر طبعی کس قدر تھی۔ بعض نبیوں کی چودہ چودہ سو برس تک عمر ہوئی ہے۔ بقول تفسیر ابن کثیر تینتیس برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی عمر طبعی کا اندازہ کوئی غیر محدود زمانہ ہے۔ جس کی مثال دنیا میں آج تک کسی فرد بشر پر نہیں آئی۔

دسویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں
وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مَسَاقِدٌ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ
اس آیت کو پیش کر کے یہ کہتے ہیں کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جاسکتا اس لئے کہ جگہ اور گزارے کی

جگہ زمین ہے۔ مگر اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ حضرت مسیح رہنے و گزارہ کرنے آسمان پر نہیں گئے بلکہ عارضی طور سے ہیں ورنہ اس آیت ولکم فیہا منافع و مشارب افلا تشکرون سے محض یہی ماننا پڑے گا کہ سوائے چار پایوں کے اور کسی میں منافع نہیں اور سوائے ان کے دودھ کے اور کچھ نہیں پی سکتے۔ حالانکہ ہم تمام دنیا کی چیزوں سے نفع اٹھاتے ہیں اور پانی، شربت اور ماں کا دودھ پیتے ہیں اسی طرح ہم محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ محمد ﷺ ہی اللہ کے رسول ہیں اور موسیٰ و عیسیٰ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ آسمان عارضی مستقر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس وقت حضرت مسیح کے لئے آسمان عارضی مستقر ہے۔

گیارہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ومن نعمہ ننکسہ فی الخلق

یعنی درازی عمر میں حواس عقل زائل ہو جاتی ہے۔ پس مسیح کی عقل میں فرق آگیا ہوگا۔ اس لئے وہ مر گئے ہوں گے۔

مرزا نے اپنی عمر پر مسیح کی عمر کو قیاس کیا ہے۔ حضرت نوح جو ساڑھے نو سو برس تک تبلیغ کرتے رہے تو بقول مرزا اس درازی عمر میں وہ حواس و عقل کھو چکے ہوں گے اور اسی بدحواسی اور بے عقلی کی حالت میں تبلیغ کرتے ہوں گے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرزا کی درازی عمر کو سامنے رکھ کر حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درازی عمر کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ بہر حال اس آیت کو وفات سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

بارہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

انما مثل الحیلۃ الدنیا کماء انزلنا من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما

یاکل الناس والانعام۔

یعنی کھیتی کی طرح انسان بعد کمال زوال کی طرف رخ کرتا ہے۔ پس مسیح کمال سے زوال کی طرف آئے اور مر گئے۔ مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اکثر بچے ایک سال کے ہی مر جاتے ہیں اس کے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ حضرت نوح کی طرح ہزار سال تک اس کمال کو نہیں پہنچتے۔ اسی طرح حضرت مسیح کو بھی ابھی وہ کمال نہیں آیا ہے جس کے بعد ان کو زوال آنا

ہے اور اس میں کیا احتمال ہے۔ پس یہ آیت بھی مرزائیوں کے لئے مفید نہیں ہے اور ان کا مدعا اس سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔

تیسرے دلائل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

وما ارسلنا من قبلك من المرسلين الا انهم لياكلون الطعام ويمشون في الاسواق۔

اس کا مفصل جواب اوپر گزر چکا ہے جس کا مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کو کھلاتا پلاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال صیام کے موقع پر فرمایا۔ اور زندگی کے لئے کھانا اور بازاروں میں چلنا ضروری نہیں ہے۔ بہر حال اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

چودھویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئا وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون۔

کہتے ہیں کہ اس آیت میں مصنوعی معبودوں کی موت کی خبر دی گئی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح بھی ان کے مصنوعی معبود تھے۔ اس لئے وہ بھی مر گئے۔

اس آیت میں لفظ اموات ہے جو جمع ہے میت کی میت مردہ کو ہی کہتے ہیں اور بے جان کو بھی آیت شریفہ میں مصنوعی معبودوں سے مورتیاں مراد ہیں، جملہ مصنوعی معبود بے جان اور جان دار مراد ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے مورتیوں کے علاوہ دوسرے مصنوعی معبودوں کی معبودیت کے باطل ہونے کی دلیلیں دوسری آیت میں موجود ہیں۔ لوگ تو چاند ستاروں اور سورج کو بھی اپنا معبود جان کر ان کی عبادت کرتے ہیں۔ کیا یہ سب بھی ہلاک ہو چکے ہیں؟ پس اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح مر گئے۔

پندرہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين

اور کہتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبياء ہیں۔ اس لئے مسیح ان کے بعد نہیں آ سکتے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو گئے یہ بھی ایک قسم کا دھوکا بلکہ نا فہمی ہے۔ بیشک آنحضرت ﷺ خاتم الانبياء ہیں۔

آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ حضرت مسیح پہلے تورات کے تابع احکام تبلیغ کرتے رہے اسی طرح بعد تشریف آوری قرآن شریف کے تابع ہو کر رہیں گے اس میں کوئی حرج نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: لو کان موسیٰ حیالما وسعه الا اتباعی۔ خدا نے سب نبیوں سے عام طور پر وعدہ لیا ہے کہ جب تمہارے زمانہ میں کوئی رسول آئے تو تم اس کو مان لینا اور اس پر ایمان لانا پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

سولہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

فاستلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

اس آیت کو پیش کر کے مرزائی کہتے ہیں کہ وفات مسیح کے متعلق اہل کتاب سے دریافت کرو۔ اہل کتاب حضرت مسیح کی طبعی موت کے متعلق کچھ نہیں کہتے ہیں اور قرآن شریف سولی اور قتل کی تردید کرتا ہے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

سترہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي۔

مرزائی کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی مرے نہیں۔ خدا کے نیک بندوں میں نہیں ملتا اور بموجب حدیث معراج حضرت مسیح نیک بندوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ضرور فوت شدہ ہیں۔

یہ بھی محض غلط اور دھوکا ہے۔ اس لئے کہ بموجب شہادت حدیث معراج خود آنحضرت ﷺ نیک بندوں میں داخل تھے یا نہیں؟ پھر اس کے بعد آپ دوسری زندگی سے آئے تھے۔ یا اسی زندگی سے؟ حالانکہ آیت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ جب نیک بندے بوقت قیامت قبروں سے اٹھیں گے تو اس وقت خدا کے فرشتے ان سے کہیں گے۔ اے نفس خدا کے ذکر سے تسلی پانے والے! خدا کی طرف چل اور راضی خوشی خدا کے نیک بندوں میں داخل ہو۔

(تفسیر معالم اس کو مسیح کے فوت ہونے سے کیا تعلق؟)

اٹھارہویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم
مرزا کا کہنا یہ ہے کہ اس آیت میں چار واقعات انسان کی زندگی کے ہیں۔ پیدائش پھر انسان کی تکمیل
و تربیت کے لئے رزق مقسوم ملنا پھر اس پر موت وارد ہونا پس معلوم ہوا کہ مسیح فوت شدہ ہیں۔ مگر شاید مرزا کو
یہ معلوم نہیں کہ تکمیل اور تربیت کی حدود مختلف ہیں۔ اور رزق مقسوم بھی ہر زندگی کے مناسب ہوتا ہے۔
پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

انیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام
اس میں بھی مرزا کو دھوکا لگا ہے یا مرزا دوسروں کو دھوکا دے رہے ہیں اس آیت کا صحیح مطلب یہ
ہے کہ ہر زمین والے کو فنا دامن گیر ہے۔ لفظ علیہا پر غور کیجئے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ وہ زمین والا ایک نہ
ایک دن فنا ضرور ہوگا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ بمطابق احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں
گئے اور مختلف کام کریں گے آخر میں آپ فوت ہوں گے اور روضہ رسول ﷺ میں دفن ہوں گے۔ پس
اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

بیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

ان المتقین فی جنت ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔
یعنی خدا کے پاس جا کر بندے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ موت کے بعد ہے۔
بیشک اس آیت میں جس جنت کا ذکر ہے وہ بعد موت ہی ہے مگر اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہے
کہ حضرت مسیح مر گئے اور مرنے کے بعد جس جنت میں آدمی جاتا ہے۔ اس جنت میں چلے گئے۔ پس
اس آیت کو بھی وفات مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔

اکیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

اینما تکنونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ۔
فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان جہاں ہو موت اور لوازم موت اس پر
جاری ہو جاتے ہیں۔ بیشک صحیح ہے لیکن اپنے اپنے وقت مقرر پر۔ ارشاد ہے۔ اذاجاء اجلہم لا

یستاخرون ساعة ولا يستقدمون کون کہتا ہے کہ حضرت مسیح کو موت نہیں آئے گی۔ آئے گی ضرور لیکن اپنے وقت پر۔ پس اس آیت سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح مر گئے۔

بائیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

مااتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا۔

یعنی جو تم کو یہ رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے ہٹ جاؤ۔ مرزا اس آیت کو پیش کر کے یہ کہتا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو دیا ہے اعمار امتی ما بین المستین الی السبعین واقلم من یجوز یعنی میری امت کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہیں اور بہت کم اس سے زیادہ بڑھیں گے، نیز آنحضرت ﷺ نے انتقال کے وقت فرمایا:

ما من نفس منقوسة یاتی علیہا مائة سنة وهی حیة۔

پہلی حدیث تو بالکل صاف ہے اور مرزا کے دعویٰ وفات مسیح سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے کہ اس حدیث میں عمر متجاوز ہونے کا بھی ثبوت ہے۔ اور حضرت مسیح ان ہی میں سے ہیں۔ دوسرے یہ حدیث آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے متعلق فرمائی ہے اور حضرت مسیح ابھی آپ ﷺ کی امت میں داخل نہیں ہوئے ہیں اور جب آسمان سے نزول فرمائیں گے اور دنیا میں دوبارہ تشریف لا کر آپ ﷺ کی امت میں داخل ہوں گے تو ساٹھ سال سے کم زندہ رہ کر فوت ہو جائیں گے۔

دوسری حدیث کا ترجمہ مرزا نے یوں کیا ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ مرزا نے اس میں تحریف سے کام لیا ہے اس حدیث میں لفظ علی ظہر الارض بھی تھا جس کے معنی ہیں کہ زمین کے جاندار۔ یعنی جو جاندار زمین پر ہیں۔ آج سے سو سال تک کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔ یعنی ان کی نسل رہ جائے گی۔ خود نہیں رہیں گے۔ چونکہ حضرت مسیح زمین پر تو تھے نہیں جس سے مرزا کی دلیل میں ضعف آتا تھا اس لئے حدیث پر ہاتھ صاف کرنا چاہا اور تاویل یا تحریف کر دی کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا۔ حالانکہ حضرت مسیح کے متعلق آنحضرت ﷺ کے فرمان علیحدہ موجود ہیں۔ کیف اذا انزل فیکم ابن مریم من السماء واما کم منکم یعنی کیسے اچھے ہو گے تم جس وقت مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اللہ قادیانیوں کو قبول حق کی توفیق دے اور قرآن کی کتر بیونت کے بدتر جرم سے باز رکھے۔ و آخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین۔